هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

سورہ صف

ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا ٭ اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا

اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں

بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بیفروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ٭ یہ راز تم کو شمس و [illegible]تا چکا

([illegible] درد)

اغراض احمدیت

مرتبہ

خاکسار

محمد یامین تاجر کتب قادیان

فی کاپی ایک آنہ ٭ عہ کے ۱۶ رسالے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد احمدیّت

١۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی اس کی ذات یا صفات یا اس کے اسماء یا اس کی عبادت میں۔ نہ اُس کا شریک ہے اور نہ شریک ہو سکتا ہے ٭

٢۔ ملائکہ کا وجود برحق ہے ٭

٣۔ خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں جن نبیوں یا کُتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے اُن پر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں اُن پر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں ٭

٤۔ ہماری کتاب قرآن کریم ہے اور ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں ٭

٥۔ الہام الٰہی کا دروازہ ہمیشہ سے کھُلا ہے اور ہمیشہ کھُلا رہیگا خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطّل نہیں ہوتی۔ جیساکہ وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا ٭

٦۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر برحق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دُعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور دُعاؤں سے عظیم الشّان امور حل ہو سکتے ہیں ٭

٧۔ بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنّت اپنی تمام کیفیّات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم شفیع ہونگے ٭

٨۔ ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین ؑ نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن کریم نے سورۂ جمعہ میں جس کی آمد کو آنحضرت ؐ ہی کی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جس کا نام آنحضرت ؐ نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت

میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی ہیں اور آپؑ کے سوا کوئی اور شخص مسیح موعودؑ نہیں ٭

۹۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں ٭

۱۰۔ اس بات پر ہمارا یقین و ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں اور نہ ایسا نبی جو آپؐ کی اُمّت سے نہ ہو ٭

اغراض آمدِ مجدّدینؔ

(مقدّس کلام حضرت مسیح موعودؑ الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۰۳ء)

یہ ضروری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آئے۔ قرآن شریف بھی اس حدیث کی صحت کا گواہ ہے (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ) صدی ایک عام آدمی کی عمر ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ سَو سال کے بعد کوئی نہ رہیگا۔ جیسے صدی جسم کو مارتی ہے اسی طرح ایک روحانی موت بھی واقع ہوتی ہے اس لئے صدی کے بعد ایک نئی ذُرّیّت پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسے اناج کے کھیت ہم دیکھتے ہیں۔ ہرے بھرے ہیں ایک وقت میں بالکل خُشک ہونگے پھر نئے سرے پیدا ہوجاوینگے۔ اس طرح پر ایک سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پہلے اکابر سَو سال کے اندر فوت ہوجاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ ہر صدی پر نیا انتظام کر دیتا ہے جیساکہ رزق کا سامان کرتا ہے۔ پس قرآن کی حمایت کے ساتھ یہ حدیث تواتر کا حُکم رکھتی ہے ٭

کپڑا پہنتے ہیں۔ تو اس کی بھی تجدید کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر نئی ذُرّیّت کو تازہ کرنے کے لئے سُنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آتا ہے ٭

سِلسلہ احمدیہ

سلسلہ احمدیہ کا امتیازی نشان جو اس کو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے ممتاز کرتا ہے یہ ہے کہ یہ سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام قادیانی بانیٔ سِلسلہ کو مسیح موعود اور مہدی معہود تسلیم کرتا ہے۔ اور جس قدر پیشگوئیاں اسلام کی آئندہ کامیابیوں اور غلبہ کے متعلق مسیح اور مہدی کے نام سے وابستہ ہیں۔ ان سب کا آپؑ کے ظہور سے پورا ہونا مانتا ہے۔ چونکہ مذہب اسلام کُل دُنیا کے لئے آیا ہے۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ بھی کُل دُنیا کے لئے آیا۔ چنانچہ بانیٔ سِلسلہ احمدیہ کا دعویٰ صرف یہی نہیں کہ وہ اُن پیشگوئیوں کے مطابق آئے ہیں جو اسلام میں مسیح یا مہدی کے متعلق ہیں۔ بلکہ ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جسقدر قوموں کو آخری زمانہ میں کسی مصلح کے آنے کی اُمیدیں دیگئی ہیں۔ ان سب کی اُمیدیں آپؑ کے ظہور سے پوری ہوئیں۔ اور ہونگی۔ جیسا کہ عیسائیوں کو بھی مسیحؑ کی دوبارہ آمد یا ایک دوسرے مسیحؑ کے آنیکی خبر دیگئی ہے۔ اور ہندوؤں کو کرشن اوتار کی آخری زمانہ میں ظہور کی خبر دیگئی ہے۔ اور ایسا ہی بُدھ مذہب والوں کو بھی اس آخری زمانہ میں ایک عظیم الشّان مصلح کی خبر دیگئی ہے۔ یہ اس لئے ہُوا۔ کہ تا اس آخری زمانہ میں آنیوالا مصلح اور مامور تمام قوموں کو ایک کردے۔ اور اُن کے باہمی تفرقوں اور اختلافوں کو مٹا دے۔ پس وہ مسلمانوں کے لئے مہدیؑ۔ عیسائیوں کے لئے مسیحؑ اور ہندوؤں کے لئے کرشنؑ ہو کر آئے۔ مبارک ہے وہ جو آپؑ پر ایمان لائے۔ اور امام الوقت کی بیعت کرے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو +

خوشخبری | تمام قوموں کے انسانوں کیلئے یہ خوشخبری ہے۔ کہ خدا کے فرستادہ کے مفصّل حالات معلوم کرنے کیلئے آپؑ کی کتب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ جو دکان محمد یامین تاجر کتب قادیان سے ملتی ہیں +

پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء اور اہل اللہ سے بحضرت عزت اللہ جلشانہ کی قسم بدرخواست ایک درخواست

مَیں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جلشانہ کی قسم دیتا ہوں جس کے نام پر گردن رکھ دینا سچے دینداروں کا کام ہے کہ وہ میرے بارے میں جناب الٰہی میں کم سے کم اکیس روز توجّہ کریں یعنی اس صورت میں کہ اکیس روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہوسکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ مَیں کون ہوں؟ آیا کذّاب ہوں یا منجانب اللہ۔ مَیں بار بار بزرگانِ دین کی خدمت میں اللہ جلشانہ کی قسم دیکر یہ سوال کرتا ہوں کہ ضرور اکیس روز تک اگر اس سے پہلے معلوم نہ ہوسکے اس تفرقہ کے دُور کرنے کے لئے دُعا اور توجّہ کریں۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قسم سُن کر پھر التفات نہ کرنا راستبازوں کا کام نہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اس قسم کو سُن کر ہر ایک پاک اور خدا تعالیٰ کی عظمت سے ڈرنے والا ضرور توجّہ کریگا۔ پھر ایسی الہامی شہادتوں کے جمع ہونیکے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر منجانب اللہ سمجھا جاویگا۔ اسی طرح مَیں صالحہ عفیفہ عورتوں کو بھی مَردوں کی نسبت تحقیر کی نظر نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ بعض شہرت یافتہ صالح مَردوں سے بھی اچھی ہوں۔ لیکن ہر ایک صاحب جو میری نسبت کوئی رؤیا یا کشف یا الہام لکھیں اُن پر ضروری طور پر واجب ہوگا کہ وہ حلفاً اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی جاویں اور پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جاویں +

اس تجویز سے انشاءاللہ بزرگانِ خدا کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے

دل کثرتِ شواہد سے ایک طرف تسلّی پاکر فتنہ سے نجات پا جائینگے اور آثارِ نبویّہ میں بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اوّل مہدیٔ آخر الزمان کی تکفیر کی جاویگی اور لوگ اس سے دشمنی کرینگے اور نہایت درجہ کی بدگوئی سے پیش آئیں گے اور آخر خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کی سچائی کی نسبت بذریعہ رؤیا و الہام وغیرہ اطلاع دی جاویگی اور دوسرے آسمانی نشان بھی ظاہر ہونگے تب علماءِ وقت اسکو طوعاً و کرہاً قبول کرینگے۔ سوائے عزیزو اور بزرگو! برائے خدا اُس عالم الغیب کی طرف توجہ کرو۔ آپ لوگوں کو اللہ جلشانہٗ کی قسم ہے کہ میرے اس سوال کو مانکر اُس قدیر ذوالجلال کی تمہیں سوگند ہے کہ اس عاجز کی یہ درخواست ردّ مت کرو ؞

عزیزاں میدہم صدبار سوگند ؞ برائے حضرتِ دادار سوگند
کہ در کارم جواب از حق بجوئید ؞ بہ محبوب دل ابرار سوگند
ھذا ما اردنا لازالۃ الدجیٰ ؞ والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد ١٥ر جولائی ١٨٩٧ء

([illegible] صفحہ ۳۲۲)

نوٹ:۔ اب بھی اس درخواست کا جواب خلیفۂ وقت کے حضور بھیج سکتے ہیں ؞ پبلشر

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا
(حضرت مسیح موعود)

مَیں اپنے دعویٰ کی نسبت اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مَیں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا۔ اور نہ صرف تقویٰ طہارت کو چھوڑا۔ بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیحؑ رکھدیا نہ صرف یہ کہ مَیں اُس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔ (پیغام صلح صفحہ ٦٤)

مکالمہ الٰہی

ہمارا اور دوسرے تمام لوگوں کا سب سے بڑا اختلاف اس امر میں ہے کہ ہم لوگ کہتے ہیں اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس میں وحی اور کشف کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہیگا۔ موجودہ اسلامی عقیدہ جس پر اکثر مسلمان اس زمانہ میں قائم ہیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی الٰہی ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئی ہے۔ ہم اس کے مقابلہ میں یہ کہتے ہیں بیشک دوسری اُمتوں پر تو انعام الٰہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مگر سچّے مسلمانوں پر اس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ قرآن کریم نے تو اس پر یہاں تک زور دیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے ثابت کر دیا کہ منعم علیہم گروہ میں داخل ہونیکے لئے روزانہ دُعائیں مانگتے رہو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الٰہی منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کو منعم علیہم والے انعام بھی دیئے جاویں۔ ورنہ اس دُعا کا سکھانا بے سُود تھا۔ اور حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد آیا کریگا۔ کیونکہ جو شخص تجدید دین کیلئے مامور ہوگا وہ بغیر مکالمہ الٰہی کے مامور نہیں ہو سکتا۔ اور عقلی دلائل بھی اسکی تائید کرتے ہیں کہ اگر مکالمہ الٰہی کا انعام پہلے زمانوں میں خدا کے برگزیدوں کو ملتا تھا۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے وہ راہ بند کر دی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے صفات ازلی اور ابدی ہیں۔ اور اسکے تمام صفات سمع و بصر وغیرہ بیکار نہیں ہوئے اور نہ کبھی ہونگے تو صفت کلام کو کس لئے معطل مان سکتے ہیں۔ پس جسطرح وہ پہلے اپنے برگزیدوں سے کلام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا جسکو وہ چن لیتا ہے اپر غیب کی مخفی خبریں ظاہر کرتا ہے اسی وجہ سے اسلام زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے پس اس زمانہ میں احمدیہ سلسلہ ہی ایک زندہ مذہب کا نشان دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے بانی نے اپنا دعویٰ مورد وحی الٰہی ہونے کا بذریعہ متعدد پیشگوئیوں اور خارق عادت نشانات کے ذریعہ ثابت کیا ہے ؛

معیارِ سچّائی

کسی مدعی کے دعویٰ کی پہچان کے لئے کہ کیونکر مانا جائے کہ وہ صادق ہے یا کاذب ہے۔ قرآن کریم نے حسب ذیل امور پیش کئے ہیں:- (۱) فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ اوّل مدعی کی صداقت کیلئے اس کے سابقہ چال چلن زمانۂ ولادت سے لیکر زمانۂ ماموریت تک پوری غور کرو اور عقل سے کام لو کہ اس نے تم میں کیسی پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ (۲) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دوم مدعی کی ضرورت پر غور کرو۔ زمانہ کسی مصلح کا متقاضی ہے یا نہیں جبکہ دنیا میں سخت فتور مچا ہوا ہے اسکی اصلاح کیلئے آسمانی بارش کی ضرورت ہوتی ہے کیا کسی مریض گھر میں حکیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (۳) وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ۔ اگر کسی مدعی کی مخالفت نہیں ہوتی تو اس کو سچا نہ جانو۔ ورنہ ہمیشہ راستباز مدعی کی اسکی قوم اپنی تمام طاقت کے ساتھ مخالفت و مقابلہ کرتی ہے۔ (۴) يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ اگر کسی مدعی کے دعوے پر لوگ ہنسی ٹھٹھا نہ کریں اس کو بھی سچا نہ جانو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سچے مدعی پر استہزاء کرنیوالوں پر افسوس کرتا ہے۔ کہ جب بھی اسکی طرف سے نیک بندہ آیا اسکی تکذیب کی گئی۔ (۵) كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ۔ چونکہ مامورین تبلیغ حقّہ کے پہنچانے میں اسقدر منہمک ہوتے ہیں کہ فرض منصبی میں کوتاہی نہ ہو جائے اور بار بار ہر ایک رنگ میں پیغام الٰہی پہنچاتے رہتے ہیں دنیادار اس کا یہ طرز عمل دیکھ کر اپنی نادانی سے اسکو ساحر مجنون کا خطاب دیدیتے ہیں۔ (۶) وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ۔ چونکہ جاہل لوگ مدعی کو طرح طرح تکلیفیں دیتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں اس لئے مامورین ہمیشہ صبر سے کام لیتے ہیں

کیونکہ منکرین پہلے بھی رسولوں کو جھٹلاتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ہمیشہ راستبازوں کی اللہ تعالیٰ مدد و نصرت کرتا ہے ۔ (۷) اَفَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا۔ ان لوگوں کو مخلوق الٰہی کا اسقدر غم و الم ہوتا ہے کہ ان کی اصلاح و ہمدردی میں اپنے آرام کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اور اپنی صحت کا بھی ان کو خیال نہیں ہوتا اس لئے اکثر بیمار رہتے ہیں ۔ (۸) وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ لوگ جب خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو نہیں مانتے تو انکی شرارتوں کی وجہ سے انپر عذاب آتا ہے ۔ (۹) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ۔ اللہ تعالیٰ خود جھوٹے مدعی کو پکڑ کر سزا دیتا ہے ۔ (۱۰) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے مرسل اپنے مقصد میں مظفر و منصور ہوتے ہیں اور جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی بھی مدد کرتا ہے ۔

پس اب ان باتوں کو حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پرکھو کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے ثابت ہوتے ہیں ۔

علامات مامور صادق

"میرے دعویٰ کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو۔ تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے :۔

اوّل عقل سے۔ یعنی دیکھنا چاہیئے۔ کہ جسوقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں۔ کہ اسوقت اسکے آنیکی ضرورت بھی تھی یا نہیں۔ اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی۔ یا نہیں۔ کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو ۔

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی۔ یعنی دیکھنا چاہیئے۔ کہ پہلے کسی نبی نے اُسکے حق میں یا اسکے

زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونیکی پیشگوئی کی ہے یا نہیں ۔

تیسرے نُصرت الٰہی اور تائید آسمانی - یعنی دیکھنا چاہیئے کہ اس کے شاملِ حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں ۔

یہ تین علامتیں سچے ماموز من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں ۔ اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں ۔ اب چاہو تو قبول کرو ۔ یا نہ کرو ۔ اگر عقل کی رُو سے نظر کرو ۔ تو عقل سلیم فریاد کر رہی ہے اور رو رہی ہے کہ مسلمانوں کو اسوقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے ۔ اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خوفناک ہیں اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب کھڑے ہیں ۔ یا ایک تُند سیل کی زد میں آپڑے اگر پہلی پیشگوئیوں کو تلاش کرو ۔ تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت پیشگوئی کی ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے ۔ کہ اسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا ۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو ۔ تو صحیح بخاری اور صحیح مُسلم کو دیکھ لے ۔ اور صدی کے سر پر مجدّد آنے کی پیشگوئی بھی پڑھ لے ۔ اور اگر میری نسبت نُصرتِ الٰہی کو تلاش کرنا چاہے ۔ تو یاد رہے کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں ۔" (لیکچر سیالکوٹ صـ ۲۹-۳۰)

میرے آنے کی غرض

وہ کام جسکے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں انکو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اسکا نمونہ دکھاؤں خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں ۔ حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے انکی کیفیت بیان کردوں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اسکا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے ۔ (مسیح موعودؑ لیکچر لاہور صـ ۴۷)

مسیح موعودؑ کے آنیکی غرض کیا ہے

(حضورؑ کے الفاظ مقدسہ میں)

سو خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں۔ اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں۔ چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا۔ اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں۔ اور عالم آخرت صرف ایک فسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اسکو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیحؑ نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے۔ یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے۔ اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا بعد اسکے کہ بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں۔ اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمانوں کو قوی کرنا ہے۔ اور انکو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے:۔

اوّل۔ قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنی۔ اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف

اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جسقدر مسلمانوں کا علم ترقی کریگا اُسی قدر اُنکا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا ؀

دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کیلئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دُعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے ؀ (کتاب البریۃ صفحہ ۲۵۳ حاشیہ)

مبایعین مسیح موعودؑ کی اصلاح کی باتیں

اُن دوستوں کیلئے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں نصیحت کی باتیں

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشائید راہے را ؀ مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو۔ اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔ اس سُنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی۔ کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے۔ اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سُننی پڑینگی۔ اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دیگا۔ وہ خیال کریگا۔ کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئینگے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اسوقت سُن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو۔ یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائینگے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی۔ جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔ اور کراہت کی نظر سے دیکھتا

ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی؟
یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو کچھ بھی
چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر
وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو
راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اِس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا
کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متّقی بنجاؤ بغیر
عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں۔ اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو
تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصان سے بچکر خدا تعالےٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ۔
اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے
دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ اور سچ مچ دلوں کے حلیم
اور غریب بنجاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا
دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری
آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ اور ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا
ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم
ٹٹولتے رہو۔ اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے۔ اور
ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں
کو مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی
نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔ اور جس خیال یا عادات یا ملکہ کو ردّی پاؤ اسکو
کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے
اور پھر تم کاٹے جاؤ ٭ (ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۷)

تعلیم امام علیہ السلام

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جاویگا۔ نوعِ انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اس کیسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضہ تشریعی اور رُوحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ یہ ضروری تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جبتک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرونِ اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰؑ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریمؑ سے بڑھکر۔ اور مسیح موعود نہ صرف مدّت کے لحاظ سے آنحضرت صلعم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریمؑ موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ ابن مریمؑ کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ مَیں ہی ہوں جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اس سے لڑے۔ اور جاہل ہے وہ جو اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیئے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ÷ (از کشتی نوحؑ)

عقیدہ

(الفاظِ مقدّسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بعد حمد و صلوٰۃ مَیں عبد اللہ الاحد الصمد احمدؐ ولد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم۔ جو مؤلف کتاب براہین احمدیہ ہوں حضرت خداوند کریم جلشانہ، وعزّ اسمہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے اکثر حصّہ اپنی عمر عزیز کا تحقیق دین میں خرچ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ دُنیا میں سچّا اور منجانب اللہ مذہب دین اسلام ہے۔ اور حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول اور افضل الرسل ہیں۔ اور قرآن شریف اللہ جلشانہ، کا پاک کامل کلام ہے جو تمام پاک صداقتوں اور سچّائیوں پر مشتمل ہے۔ اور جو کچھ اس کلام مقدّس میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوب ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور اپنے دوسرے جمیع صفات میں واحد لاشریک ہے اور سب مخلوقات کا خالق اور رب ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ ہے۔ اور صادق اور وفادار۔ ایمانداروں کو ہمیشہ کیلئے

نجات دیگا۔ اور وہ رحمٰن اور رحیم اور توبہ قبول کرنیوالا ہے۔ ایسا ہی دوسری صفات الٰہیہ و دیگر تعلیمات جو قرآن شریف میں لکھی ہیں۔ یہ سب صحیح اور درست ہیں۔ اور مَیں دلی یقین سے ان سب اُمور کو سچ جانتا ہوں اور دل و جان سے اُنپر یقین رکھتا ہوں ۔ (از سرمہ چشم آریہ ۲۵۲)

مقصد احمدیت اور ایمان کی اصلیت

احمدیت کا اہم مقصد اور اس مشن کی غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کو از سرِ نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے۔ اور گناہوں سے نجات پانیکی راہ بتاوے۔ اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان خدا کی راہوں کو پا سکتا ہے۔ اور اس دعویٰ کی تشریح یوں کیجاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان صرف مُنہ کی بات ہے جبتک کہ دل اِس صداقت سے بھرا ہُوا نہ ہو۔ اور قدیم سے یہی سُنّت الٰہی چلی آتی ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے اوقات میں۔ جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اپنے انبیاءؑ کے ذریعہ اپنی عظیم الشّان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے اُنکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاءؑ کے نشان بطور قصّوں کے ہو گئے ہیں۔ اور انسے دلوں کے اندر وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ لوگوں کی اخلاقی حالتیں حد درجہ تک گر گئی ہیں۔ اور رُوحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا۔ اور یہ وہی مامور ہے جس کا اخیر زمانہ میں آنیکا ابتدا سے وعدہ دیا گیا تھا۔ کیونکہ جس نے وعدہ دیا تھا وہ اس بات کو جانتا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں ایک مامور کی ضرورت ہوگی۔ پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذاہب کو زندہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ تاکہ

آپ کے ذریعہ خدا کی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ جبتک زندہ ایمان دل میں پیدا نہ ہو گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے چنانچہ جس کے ذریعہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے وہ سلسلہ احمدیہ ہی ہے۔ بحمد اللہ جو اسمیں داخل ہوتے ہیں وہ حسب استعداد اور بتدریج طہارت اور پاکیزگی اور تعلق باللہ میں ترقی کرتے ہیں۔ پس سلسلہ احمدیہ ہی دنیا میں مذہب کو زندہ کرنے والا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس میں داخل ہو کر نجات کی راہ حاصل کرتے ہیں *

تحدّی پر دعویٰ حقّہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

لے لوگو! تم یقینی سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے۔ جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا تمہاری دعا کو نہیں سُنیگا۔ اور نہیں رُکیگا۔ جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ۔ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور۔ اور خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کئے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کیجائے۔ وہ خدمت عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے۔ اور اسی کیلئے مجھے

پیدا کیا ہے۔ ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں ؛

انسان کیا ہے۔ محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے۔ محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ و قیوم کے حکم کو ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کریگا۔ خدا کے مامورین کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں۔ اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤنگا۔ خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔ (اربعین ۳ صفحہ)

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (سورۃ یونس ع ۲)

کہ میں تم میں اس دعویٰ سے قبل اپنی زندگی گذار چکا ہوں۔ کیا تم اس پاک زندگی کو دیکھ کر عقل سے کام نہیں لیتے۔ اسکے متعلق بھی حضرت اقدس ع نے تحدّی فرمائی اور لکھا:-

تم کوئی عیب۔ افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون ہے جو میرے سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فعل ہے۔ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ دلیل ہے ؛ (تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۳)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:- "مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے کی رُو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۹)

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: "براہین تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷-۱۸ سال کی تھی۔ میں بشوقِ زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا" (رسالہ تاریخ مرزا صـ ۵۳)

وفات مسیح ناصری علیہ السّلام

(آخری تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جو ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت عصر لاہور میں بیان فرمائی)

مَیں یہ کہتا ہوں۔ کہ اگر وحی و الہام نہ بھی ہوتا تو بھی میرا ضمیر قبول نہیں کرتا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ تم غور کر کے دیکھ لو کہ دو ایسی سخت مخالف قوموں کا (جو ایک دوسرے کی سخت دشمن اور خون کی پیاسی ہیں) اتفاق کسی ایک امر پر بے معنی نہیں ہو سکتا۔ دیکھو یہودی اور عیسائی دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح صلیب پر دیا گیا۔ پس صلیبی واقعہ کا ہم کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ تواتر سے جو بات ثابت ہو اسکو ضرور ماننا پڑتا ہے۔ پھر خدا کو ایسی کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ ایک شخص کو دنیا پر معمولی لوگوں سے بچانے کیلئے آسمان پر چڑھا لیجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہجرت کرنی پڑی۔ تو انہیں غار میں پناہ دی۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ عیسیٰؑ میں کیا خصوصیت تھی۔ جو اُسے آسمان پر چڑھا لیا گیا۔ جو شخص ایسا خلاف سُنّت اللہ دعوےٰ کرتا ہے۔ بارِ ثبوت اُسی کے ذِمّہ ہے۔ ہم تو قرآن شریف میں یہی پڑھتے ہیں۔ کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکا۔ توفّی کے معنی مع جسم عنصری اُٹھایا جانا کہیں بھی نہیں پائے گئے۔ مَیں نے تلاش کر کے دیکھا ۳۰۰ مرتبہ صحاح ستّہ میں توفّی کا لفظ آیا۔ مگر سب میں اس کے معنی موت کے ہیں۔ پس خدا جانے کہ ان علماء کو کیا ہو گیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ موت کا لفظ نہیں سُن سکتے۔ کوئی طالب ہو تو اس کے لئے یہی کافی ہے۔ جو شخص محض ضِدّ سے کام لیتا ہے۔ ہمیں اُسکو دیکھتے ہی شقاوت کی بدبو آجاتی ہے۔ ہم بات کو بڑھا کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ اچھی طرح سُن لو جس بات پر مجھے حق نے قائم کیا ہے اور اپنی وحی متواتر وحی سے اطلاع دی ہے۔ وہ یہی ہے جو مَیں نے بیان کیا۔ عیسیٰؑ کی حیات کا عقیدہ ایسا گندہ

ہے۔ کہ اس سے لاکھ مسلمان مرتد ہو چکا۔ ابھی ہمارے علماء کو سمجھ نہیں آتی ؛
عیسائیوں نے خدا کے بیٹے ہونیکی ایک دلیل پیش کی کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔
اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تردید کی کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔ پس
ایسا ہی زندہ آسمان پر موجود ہونیکو عیسائی دلیل ابن اللہ ہونے کی قرار دیتے ہیں۔
اس کی مثال کیوں نہ بیان کی تا عیسیٰؑ کسی بات میں وحدہٗ لاشریک نہ ٹھیرے ؛
تم عیسیٰؑ کو مرنے دو۔ کہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ ایسا ہی عیسےٰؑ
موسوی کی بجائے عیسےٰ احمدیؐ آنے دو۔ کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں
اگر اسلام میں وحی و الہام کا سلسلہ نہیں۔ تو اسلام مر گیا ؛ (از بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

سوانح مسیح اسرائیلیؑ

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صلیب پر
فوت ہوئے۔ اور تیسرے دن جی اُٹھے۔ اور اب آسمان پر زندہ ہیں۔ اور عام مسلمانوں
کا ان کے برخلاف یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے۔
بلکہ زندہ ہی آسمان پر اُٹھائے گئے۔ سلسلہ احمدیہ ان دونوں کے برخلاف ہے کہ
یہ دونوں خیال غلط ہیں۔ قرآن کریم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں
کہ مسیحؑ زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی موت بذریعہ صلیب واقع نہیں
ہوئی۔ بہت سی تاریخی شہادات اناجیل و دیگر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ
صلیب پر ضرور چڑھائے گئے۔ مگر زندہ ہی غشی کی حالت میں اُتارے گئے پھر
وہ مرہم عیسیٰ سے صحت پا کر افغانستان اور کشمیر کی طرف آ گئے اور آخر ملک کشمیر
شہر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ جہاں انکی قبر اب تک موجود ہے۔ وہ
یوز آسف اور نبی صاحب کی قبر کہلاتی ہے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ اپنے آپ کو

ہمیشہ چھپاتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپکو اندیشہ تھا کہ یہودیوں کو اصل معلوم نہ ہو جائے۔ حضرت مسیحؑ دو مریدوں کے ساتھ یروشلم سے بھاگ کر گلیل کو چلے گئے۔ اگر آپکا مقصد آسمان پر چڑھنے کا تھا تو گلیل کا سفر بے معنی تھا۔ چونکہ مسیح اپنی کل اقوام بنی اسرائیل کیلئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ ایک دو قوموں کی طرف۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے بہت مدت پہلے دس قومیں مشرق میں آباد ہو چکی تھیں۔ پس مسیحؑ اپنی قوم کا مبلغ کبھی نہیں ہو سکتا تھا جبتک کہ وہ اُن دس قوموں کی طرف نہ آتا۔ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل کی دس اقوام میں سے ہیں۔ افغان بالاتفاق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اسرائیلی نسل سے ہیں اور انکے پاس نسب نامے تک موجود ہیں۔ دعویٰ ہی نہیں بلکہ خط و خال۔ لباس۔ رسم و رواج اخلاق و اطوار میں بھی بنی اسرائیل سے افغان اور کشمیریوں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیحؑ کے سرینگر میں آنے اور محلہ خانیار میں آپکی قبر ہونیکی زبانی بیشمار روایتیں ہیں۔ جو نسلاً بعد نسلاً کشمیر کے لوگوں میں چلی آئی ہیں کہ یہ قبر یوز آسفؑ کی قبر ہے جو نبی بھی تھا۔ اور شہزادہ بھی۔ اور کسی مغربی ملک سے اُنیس ۱۹ سو سال گذرے کشمیر میں آیا تھا۔ اس قبر کو نبی صاحب یا عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہیں تاریخ عظمی جو ایک تاریخی کتاب قریباً دو سو سال کی ہے اس کے صفحہ ۸۲ پر اس قبر کے متعلق یہ شہادت درج ہے۔ سید نصیر الدین کی قبر کے ساتھ ایک نبی کی قبر مشہور ہے وہ ایک شہزادہ تھا۔ جو غیر ملک سے کشمیر میں آیا تھا۔ اور وہ زہد و تقویٰ اور عبادت میں کامل تھا۔ خدا کی طرف سے نبی بنایا گیا۔ اور اہل کشمیر کی دعوت میں مشغول ہوا۔ اس کا نام یوز آسف تھا۔ کتاب اکمال الدین جو قریباً ایکہزار سال کی تحریر ہے اس کے صفحہ ۳۵۹ میں لکھا ہے۔ یوز آسفؑ بہت سے ملکوں اور شہروں میں پھرتا ہوا ملک کشمیر میں آیا۔ اور اس نے یہاں پر ہی اپنی زندگی بسر کی۔ اور یہاں ہی ٹھیرا رہا کہ

موت کا وقت آگیا۔ اور اسکے لئے ایک مکان یعنی مقبرہ بنایا گیا۔ اور جوزف جیکبس مورخ جس نے یوز آسف کے قصوں کو جمع کیا ہے ایک بڑے پرانے قصہ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ یوز آسف اخیر میں کشمیر پہنچا۔ اور وہاں پر ہی فوت ہوا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد مسلمانوں میں کوئی شخص نبی کے نام سے مشہور نہیں ہوا۔ لفظ نبی عربی ہے عبرانی ہے جبکہ کوئی نبی ہمارے رسول صلعم کے بعد مبعوث ہی نہیں ہوا اس لئے ماننا پڑیگا کہ یہ کسی عبرانی کی قبر ہے جبکہ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ یہ نبی ملک شام سے بھاگ کر آیا تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر علماء اہل سنت کا عقیدہ

(۱) مجمع البحار جلد اول صفحہ ۸۶ اور شرح مسلم اکمال العلم جلد ا صفحہ ۲۶۵ لکھا ہے کہ امام مالک رض نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم مر گئے ہیں۔

(۲) تفسیر جلالین صفحہ ۱۰۹ لکھا ہے کہ امام ابن حزم رض نے فرمایا کہ عیسیٰ ع فوت ہو گئے ہیں۔

(۳) محی الدین ابن عربی رح اپنی فتوحات مکیہ جلد ا صفحہ ۳۶۲ میں فرماتے ہیں۔ کہ مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ہوگا۔

(۴) حافظ ابن قیم رح کتاب زاد المعاد صفحہ ۱۹ میں کہتے ہیں۔ مسیح ع کی نسبت جو یہ ذکر مشہور ہے کہ وہ آسمان پر زندہ چڑھ گئے۔ اور اسوقت انکی عمر ۳۳ برس کی تھی سو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۵) امام شعرانی رح کتاب طبقات جلد ۲ صفحہ ۴۴ لکھتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب بھی اسی طرح اُٹھائے گئے جس طرح عیسیٰ ع اُٹھائے گئے۔

(۶) خواجہ محمد پارسا رح کتاب فصل الخطاب صفحہ ۴۷۴ میں لکھتے ہیں کہ اگر عیسیٰ ع اور موسیٰ ع رسول خدا کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند ہونا پڑتا۔

(۷) شیخ المشائخ محمد اکرامؒ کتاب اقتباس الآرا صفحہ ۵۲ میں کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی ۔

(۸) امام جبائیؒ تفسیر مجمع البیان جلد ۱ زیر آیت فلمّا توفّیتنی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دی اور مار کر اپنی طرف اٹھایا ۔

(۹) علامہ بنیذیؒ کتاب غایت المقصود صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کریگی اور نزول عیسیٰ سے مراد بروزی طور پر تشریف لانا ہے۔

مُلہم من اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ملہم من اللہ ہونیکا دعویٰ ۱۸۸۰ء میں ہوا جبکہ آپؑ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ چھپکر دنیا میں شائع ہو چکی تھی۔ اور اسی کتاب میں آپؑ کا دعویٰ مجددیت بھی بموجب حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کلّ مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ شائع ہو کر عام قبولیت پا چکا تھا۔ اور اسی کتاب براہین احمدیہ میں یہ دعویٰ موجود ہے اور بہت سی پیشگوئیاں درج ہیں جو پوری ہو چکی اور جو آئندہ ظہور میں آنیوالی ہیں۔ اور اس زمانہ کے شدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں ان سب باتوں کو تسلیم کیا یعنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور آپؑ کا منجانب اللہ ملہم و مامور ہونا۔ باوجود اس قبولیت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت لینے سے انکار کرتے تھے پھر بمقام لودیانہ خدا تعالیٰ سے امر پا کر آپؑ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو یہ اشتہار دیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ اس اعلان پر بہت سے لوگ آپؑ کی بیعت میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ پھر ۱۸۹۱ء میں آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے تصریح پا کر یہ اعلان کیا کہ مسیح بنی اسرائیل فوت ہو چکے ہیں اور جس مسیح کے آنیکا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ اس دعویٰ پر مخالفت کا وہ شور اٹھا جسکا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے ہر طرح سے سلسلہ کی بیخکنی کی کوشش کی۔ مگر باوجود مخالفتوں کے سلسلہ دن بدن ترقی پاتا گیا جبکہ مئی ۱۹۰۸ء میں اس سلسلہ کے مقدس بانی کا وصال ہوا۔ تو جماعت کی تعداد کا چار لاکھ کا اندازہ تھا۔ ہمیشہ ایسی مخالفتیں خدا کے برگزیدوں سے ہوا ہی کرتی ہیں۔ اسکی تائید میں اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ دکھا دیتا اور مخالفین نامراد و ناکام رہیں ۔

اللہ تعالیٰ کی سُنّت مستمرّہ

لیکن یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہیں۔ اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُن کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں۔ اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں۔ یہ اُن کے لئے ایک رُوحانی عذاب کا سامان ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں طیّار کیا ہے۔ دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بُنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے اِرادے کو روک دیں گے۔ یا دُنیا کو دھوکا دے کر اس کام کو معرض التوار میں ڈال دینگے۔ جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے۔ تو وہ بھی کامیاب ہو جائینگے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے اس ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو۔ ہمیشہ ذِلّت اور شکست اُٹھاتے ہیں۔ تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی۔ اور نامرادی اور رسوائی درپیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائیگا۔ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ یعنی خدا نے ابتدا سے لِکھ چھوڑا ہے۔ اور اپنا قانون اور اپنی سُنّت کو قرار دے دیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاءؐ کا نام پاکر اور اُسی میں ہوکر اور اُسی کا مظہر بنکر آیا ہوں۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا قدیم سے یعنی آدمؑ کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچّا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچّا نکلے گا ٭ (نزول المسیح صفحہ ۲و۳)

سچائی کے عظیم الشان نشان

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔ کہ جس زمانہ میں ان مولویوں۔ اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے۔ اس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے۔ میرے ساتھ تھے۔ اور اسوقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار[1] کے قریب بیعت کرنیوالوں کا شمار پہنچ گیا ہے۔ جو نہ میری کوشش سے بلکہ اس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہیں۔ اب لوگ سوچ لیں۔ کہ اس سلسلہ کے برباد کرنیکے لئے کسقدر انہوں نے زور لگائے۔ اور کیا کچھ ہزار جانکاہی کیساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے۔ یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں۔ خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بنکر عدالتوں میں گئے۔ اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا۔ اور ہزارہا اشتہار اور رسالے لکھے۔ اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دیئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کیلئے کمیٹیاں کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا۔ تو ضرور ان جانتوڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اسقدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں۔ اور پھر وہ تباہ نہ ہوا۔ بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا ؛

پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں۔ کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں۔ کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے۔ اندر ہی اندر نابود ہو جائے۔ اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ تخم بڑھا۔ اور پھولا۔ اور ایک درخت بنا۔ اور اسکی شاخیں دور دور چلی گئیں۔ اور اب وہ درخت اسقدر بڑھ گیا ہے۔ کہ ہزارہا پرندے اسپر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کیساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تئیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کرینگے کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں۔ اور ہر ایک مکر کام میں لائینگے۔ مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤنگا اور کامل کرونگا۔ اور وہ ایک فوج ہو جائیگی اور قیامت تک انکا غلبہ رہیگا۔ اور تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دونگا۔ اور فوج در فوج لوگ دور سے آئینگے۔ اور ہر ایک طرح سے مالی مدد آئیگی مکانوں کو وسیع کرو۔ کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں۔ آنکھوں والے انکو دیکھ رہے ہیں۔ ان کے نزدیک ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ (نزول المسیح ص ۱۳۶ تا ۱۳۷)

[1] اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے خدام کی تعداد بیس لاکھ سے متجاوز ہو گئی ہے۔ جو ہر ملک میں پائے جاتے ہیں ؛ (پبلشر)

احمدیہ جماعت کو اپنے امام و مرشد کی نصیحتیں

(اقتباس از رسالہ جہاد مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریمؑ کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے کیا ہی گندہ اور ناپاک مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بُغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کیلئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اسکے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہانتک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر

مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جز بن گئی تھی کچھ آگ سے
صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہو جانی
شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے
یہی نفسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف
ہے یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا
یعنی وہ نفس نجات پا گیا ہے جو طرح طرح کی میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا دیکھو میں
ایک حکم لیکر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا
خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنیکا جہاد باقی ہے اور یہ بات
میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو
سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئیگا
تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان
خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو
ترقی دیں اور دردمندوں کے ساتھ ہمدرد بنیں زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اسی سے
اس کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہو گا کیونکہ جیسا کہ خدا
نے بغیر توسط معمولی اسباب جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں
زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو
گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے۔ ایسا ہی وہ سب روحانی
ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لیگا
بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے اور بہت سی چمکیں پیدا ہونگی جن سے
بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے
سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں سو تم

صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور دُعامیں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا خدا ان قصّوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے۔ تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کہ مسیحؑ کی منادی بجلی کی طرح دُنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دُنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کریگی اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے۔ در اصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیحؑ کی ندا اور روشنی ایسی جلد دُنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے منارہ پر سے آواز اور روشنی دُور تک جاتی ہے اس لئے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیحؑ کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے ٭ (از رسالہ جہاد)

اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ

سوال اگر آخر الانبیاء سے یہ مراد ہے۔ کہ کسی قسم کا بھی نبی آپؐ کے بعد نہیں ہو سکتا تو پھر آخر المساجد سے بھی یہی مراد لیجاویگی۔ کہ آپؐ کی مسجد کے بعد بھی کسی قسم کی مسجد نہیں بن سکتی ٭ (جواب عطا فرمایا جائے۔ پبلشر)

جماعت احمدیہ کی غرض و غایت

(۱) جماعت احمدیہ خالصتاً اسلامی اصول پر مبنی ہے اسکے عقاید میں کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن مجید یا احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

(۲) عقاید کے علاوہ بحمد للہ احمدی لوگ اعمال میں بھی شریعت اسلامیہ کے ہر طرح پابند ہیں دینی و دنیاوی امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے کلیتہً متبع ہیں۔

(۳) احمدی لوگ۔ اوّلین مسلمانوں کے حقیقی وارث ہیں اور قرآن مجید کو کامل شریعت اور آنحضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع سمجھتے ہیں۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (از کشتی نوح)

(۵) اور پھر حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول خاتم الانبیاء ہیں"۔ (از کشتی نوح)

(۶) حضرت اقدسؑ کشتی نوح میں فرماتے ہیں: "ہم ایمان لاتے ہیں۔ ملائکہ حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق"

(۷) حضرت اقدسؑ ایام الصلح میں جماعت کو تلقین فرماتے ہیں: "وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاءؑ اور ان کی کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہو گیا"

(۸) اور احمدیت اس زندہ اور کامل یقین کا نام ہے۔ جس سے انسان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اسکو ایک آسمانی اور روحانی نور مل جاتا ہے۔

ناجی فرقہ کون ہے؟

مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں میں سے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے کو ناجی کہتے ہیں جو اپنے تئیں مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ کا مصداق ہو۔ بحمد للہ وہ ناجی فرقہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی ہے جس کے ہزاروں پاک نفوس مورد وحی والہام سے وابستہ ہیں۔ اور یہی اسلام کے اصل خادم ہیں ورنہ عام مسلمانوں کے لئے مولٰنا حالی فرماتے ہیں:۔

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے — کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے — ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شریعت ڈبوئی ہے ہم نے

نہ اہل حکومت کے ہمراز ہیں ہم — نہ درباریوں میں سرفراز ہیں ہم
نہ علموں میں شایان اعزاز ہیں ہم — نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم
نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت نوکری میں
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

بہت لوگ پیروں کی اولاد بنکر — نہیں ذات والا میں کچھ جنکی جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اسپر — کہ تھے ان کے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی — جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی — مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے — تو گردن پہ بارِ گراں لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اسمیں لائے — تو قطعی خطابِ اہلِ دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دُشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھُلاتے — کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں مُنہ میں لاتے
کبھی خُوک اور سگ ہیں اسکو بناتے — کبھی مارنے کو عصا ہیں دکھاتے

ستوں چشم (بددور) ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خُلقِ رسولِ امیںؐ کے
کرے غیر بُت کی جو پُوجا تو کافر — جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو قبلہ اپنا تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رُتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ اسلام جائے
جنہیں چار پیسے کا مقدور ہے یاں — سمجھتے نہیں ہیں وہ انساں کو انساں
موافق نہیں جن سے ایام دوراں — نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شاداں

نشہ میں تکبّر کے ہے چُور کوئی

حسد کے مرض میں ہے رنجور کوئی

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر — کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر — ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر

یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

حقانی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
[illegible] دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
[illegible] گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
[illegible] وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
ابن مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
آسماں پر ان دنوں قہرِ خدا کا جوش ہے
کیسے پتھر پڑ گئے ہیں ہے تمہاری عقل پر
کھا رہے ہیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
دیں کے کاموں میں تو انکے لڑکھڑاتے ہیں قدم

وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشت و خار
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار
دیں ہے منہ میں گرگ کے تم گرگ کے خود پاسدار
اک تزلزل میں پڑا اسلام کا عالی منار
لیک دُنیا کیلئے ہیں نوجوان و ہوشیار

حلت و حرمت کی کچھ پروا انہیں باقی رہی
ٹھونس کر مُردار پیٹوں میں نہیں لیتے ڈکار

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپا اور محمد یامین پبلشر نے قادیان [illegible]